© rasailojaraid.com

جناب کلیم اختر

قرآنِ حکیم کے کشمیری تراجم

اہلِ جموں و کشمیر کی اکثریت دینِ مصطفوی کے ماننے والوں کی ہے بلکہ کسی زمانے میں یہ ایک اسلامی ریاست تھی۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ خطۂ ارضی مسلمانوں کی سلطنت رہا ہے اور جہاں تک اس ریاست میں تبلیغ اسلام کا تعلق ہے جدید تحقیق کے بعد یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے بعد جن حکمرانوں کو دعوتِ اسلام دی اور خطوط تحریر فرمائے ان میں کشمیر کا راجہ بھی شامل تھا۔[1] اس کے بعد جب محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ کیا تو اس کی فوج کا ایک مجاہد ضمیم بن اسامہ کشمیر آیا اور اس نے اسلام کی تبلیغ کی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کشمیر کے رہنے والوں کا دینِ مبین سے تعلق، اسلام کے اوائل ہی سے رہا ہے۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ راجہ ہرش کے عہدِ حکومت میں ۱۰۸۹ء سے ۱۱۰۱ء تک بعض مسلمان کشمیری فوج میں ملازم تھے۔[2] بعد ازاں کشمیر میں سوات کے ایک بزرگ شاہ مرزا اور حضرت بلال شاہ یا بلبل شاہ کی مساعیِ جمیلہ سے کشمیر میں اسلام پھیلا۔ اسی صدی یعنی تیرھویں صدی عیسوی میں ایران سے حضرت امیر کبیر سید ہمدانی (شاہِ ہمدان) کشمیر میں تشریف لائے اور ان کی کوششوں سے ۳۷ ہزار کشمیری حلقۂ بگوشِ اسلام ہوئے۔

حقیقت یہ ہے کہ شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خانوادے کی کوششوں سے اہلِ کشمیر کی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں پر بہت اچھا اثر پڑا اور پنڈت پریم ناتھ بزاز نے یہ بالکل بجا لکھا ہے کہ "اگر چودھویں صدی میں کشمیر میں مسلمان بادشاہ برسرِ اقتدار نہ آتے اور وہاں کے عوام مذہبِ اسلام قبول نہ کر لیتے تو نہ معلوم کشمیر کی اس وقت کیا صورتِ حال ہوتی؟ ممکن ہے کہ یہ فنا ہو جاتا

---

[1] رشید تاثیر۔ تاریخ حریتِ کشمیر حصہ اول

[2] آبِ کوثر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن یہ امر یقینی ہے کہ کشمیریوں کی اختراعی قوتیں کبھی بروئے کار نہ آسکتیں اور وہ آرٹ اور ادب کے سلسلے میں اتنی ترقی نہ کر سکتے جتنی کہ انھوں نے اب کر لی ہے۔ مسلمانوں کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد کشمیری نئی تہذیب اور نئے تمدن سے روشناس ہو گئے جس کے باعث وہ اس اقتصادی اور اخلاقی پستی سے نجات حاصل کر سکے جس کا وہ روز بروز شکار ہوتے جا رہے تھے۔ اسلامی حکومت کے قیام کے بعد وہاں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی[۵۳]۔

حضرت شاہ ہمدانؒ کے زمانے میں ہی کشمیر میں اسلامی مدارس قائم ہونے لگے تھے۔ چنانچہ سلطان شہاب الدین کے دورِ حکومت میں پہلا قرآنی تعلیمات کا مدرسہ قائم ہوا، بعد میں ان مدرسوں کی تعداد بڑھ گئی۔ حضرت شاہ ہمدانؒ نے قرآنی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے بقول ڈاکٹر سالم قدوائی قرآنِ حکیم کی عربی تفسیر بھی لکھی جس کا مقصد قرآنِ حکیم سے کشمیری مسلمانوں کو آگاہ کرنا تھا۔ بعد میں خود کشمیری علمائے کرام نے قرآنِ حکیم کی تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت کے لیے بہت کام کیا اور تاریخ کے ہر دور میں ہمیں ایسے ایسے کشمیری عالموں کے نام ملیں گے جن کی شہرت برِصغیر پاک و ہند سے نکل کر بلادِ اسلامیہ تک پہنچی۔ تذکرہ علمائے ہند اور ہندوستانی مفسرین کے فاضل مولفین مولانا رحمٰن علی اور ڈاکٹر سالم قدوائی نے ان کشمیری علمائے کرام کے نام گنوائے ہیں جنھوں نے عربی اور فارسی زبانوں میں قرآنِ حکیم کے مکمل یا جزوی تراجم اور تفاسیر لکھیں۔ اُن علمائے کرام میں شیخ یعقوب صرفی (فارسی) ۱۵۹۵ء۔ خواجہ معین الدین نقشبندی (عربی) ۱۶۷۴ء۔ صفی الدین کشمیری (فارسی) ۱۶۷۶ء۔ بابا داؤد ملکوتی (عربی) ۱۶۸۵ء۔ ملا محمد سعید (عربی) ۱۷۹۳ء۔ شیخ محمد اسلم بن یحییٰ (عربی) ۱۷۹۷ء۔ شیخ محمد رفیق بن مصطفےٰ (عربی) ۱۸۱۲ء۔ شیخ رضا بن محمد بن مصطفےٰ رفیقی (عربی) ۱۸۶۱ء۔ ملا عبدالرشید (عربی) ۱۸۸۰ء۔ علامہ تفضل حسینی (فارسی) ۱۸۰۱ء مولانا محمد معین الدین (عربی) ۱۸۹۸ء۔ مولانا محمد انور شاہ کاشمیری دیوبندی (عربی) ۱۹۳۲ء قابلِ ذکر ہیں۔

اہلِ جموں و کشمیر کو قرآنِ حکیم سے جو عشق اور محبت ہے وہ مثالی ہے۔ ان کو نہ صرف

---

۵۳ انصاف ۲۲ مارچ ۱۹۶۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرآن حکیم سے عقیدت وارادت ہے بلکہ انھیں آں جناب سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی قدر سے بھی والہانہ لگاؤ ہے۔ چنانچہ کشمیر میں ہر نماز کے بعد "اورادِ فتحیہ" نہایت ہی ادب واحترام اور التزام سے پڑھا جاتا ہے۔ کشمیر میں رسولِ مقبولؐ کی کئی یادگاریں ہیں جن میں موئے مقدس شامل ہے۔ کشمیر میں چوں کہ اعلیٰ درجے کا کاغذ پایا جاتا ہے اور وہاں کا فنِ خطاطی بھی بے مثل ہے، اس لیے کئی ایسی نادر اشیا وہاں موجود ہیں جن پہ اسلامی آیات بڑی خوب صورتی سے رقم ہیں۔ یہاں یہ ذکر بے محل نہ ہوگا کہ قرآن حکیم کے ترجمے کا وہ نسخہ جو شہنشاہ اورنگ زیب عالم گیر نے ہرن کی جھلی پر تحریر کروایا تھا کشمیر میں تیار ہوا تھا۔ روایت ہے کہ اورنگ زیب عالم گیر نے ۱۶۵۵ء میں جب تخت وتاج سنبھالا تو اس نے قرآن حکیم کا ایک ایسا ترجمہ تیار کرنے کا حکم دیا جس کی خوب صورتی رہتی دنیا تک قائم ودائم رہے۔ اس کام کے لیے کشمیر کے ایک جید عالم مفتی علامہ قریشی کو منتخب کیا گیا اور حضرت بل سے چند میل دور ایک خوب صورت پہاڑی پر ان کے رہنے کا بندوبست کیا گیا۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالم گیر نے انھیں قرآن حکیم کو عربی سے فارسی میں ترجمہ کرنے کی ہدایت کی۔ کشمیر کے عالم اور محقق سید امداد علی شاہ مرحوم کے والد کی بیاض میں اس قرآن حکیم کا ذکر موجود ہے۔ علامہ قریشی نے عربی سے فارسی ترجمے کا کام پانچ سال میں مکمل کیا۔ جتنا عرصہ ترجمے کا کام ہوتا رہا، کاغذ بنانے والے، سونے کے ورق تیار کرنے والے اور سونے سے نقش ونگار بنانے والے اپنے کام میں مصروف رہے۔ قرآن حکیم کا یہ نسخہ ایک مدت تک پاکستان کے مشہور سیاست دان میاں افتخار الدین کے پاس رہا جنھیں ایک ہندو دوست نے بطور تحفہ دیا تھا۔ آج کل یہ نسخہ خان پور کے سلطان گگھڑ کی حویلی میں موجود ہے جسے انھوں نے بہ عوض دس ہزار روپیہ میاں افتخار الدین سے حاصل کیا تھا۔ بہر حال یہ طے ہے کہ اگر میاں صاحب کے لواحقین یہ نسخہ حاصل کرنا چاہیں تو دس ہزار روپے دے کر نسخہ واپس لے سکتے ہیں۔ (جنگ)

اس وقت دنیا کی ہر زبان میں قرآن مجید کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ حال ہی میں تھائی زبان میں بھی قرآن مجید کا ترجمہ ہوا ہے۔ انگریزی زبان میں کلامِ پاک کا ترجمہ ۱۶۴۸ء میں ہوا اور لاطینی زبان میں ۱۱۴۳ء میں ہوا۔ جہاں تک برصغیر میں قرآن مجید کے ترجموں کا تعلق ہے، واقعات اس ﺩ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے شاہد ہیں کہ بارھویں صدی کے نصف آخر اور تیرھویں صدی کے ربع اوّل میں خاندان ولی اللٰہی نے اہم کردار ادا کیا۔ سب سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ نے فارسی زبان میں ترجمہ کیا اور بعد ازاں شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین نے اردو میں تراجم کیے۔ کشمیری زبان میں قرآن حکیم کے ترجمے کا آغاز تیرھویں صدی ہجری میں ہوا۔ اور یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ کشمیری زبان میں نثر کا آغاز بہت بعد میں ہوا، گو شعری تخلیقات کی عمر قدیم ہے۔

کشمیری زبان میں قرآن حکیم کے اوّلین مکمل کشمیری ترجمے کی سعادت مولانا محمد احمد مقبول سبحانی مرحوم کو حاصل ہے۔ آپ کا آبائی وطن ہاکھورہ ضلع اسلام آباد (کشمیر) تھا، مگر انھوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ ہندوستان میں گزارا۔ ایک مدت تک دارالعلوم دیوبند میں بطور مدرس کے مقیم رہے۔ بعد میں مدینہ منورہ اٹھ گئے اور تا مرگ وہیں قیام رہا۔ آپ بہت بڑے عالم دین اور عربی زبان و ادب کے ماہر تھے۔ کشمیر میں ان کے دوست مولانا سید عنایت اللہ بخاری مرحوم والد ماجد مفتی سید ضیاء الحق بخاری تھے۔ جب کبھی کشمیر جاتے تو ان کے ہاں ہی قیام فرماتے تھے۔

۱۹۴۵ء میں انھوں نے ممتاز اسلامی مورخ و محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تحریک پر قرآن شریف کا کشمیری ترجمہ کیا جو انھوں نے ساڑھے سات ماہ میں مکمل کر لیا۔ یہ ترجمہ عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبہ "عالم گیر قرآنی تحریک" نے ۱۹۵۰ء میں زیور طباعت سے آراستہ کیا۔

یہاں یہ ذکر بے جا نہ ہوگا کہ جب پاکستان کے سابق گورنر جنرل ملک غلام محمد مرحوم مدینہ منورہ گئے تو ان کی ملاقات مولانا مقبول سبحانی سے ہوئی جنھوں نے انھیں کشمیری ترجمہ دیا۔ اس سلسلے میں میر عبدالعزیز مدیر انصاف لکھتے ہیں کہ "قرآن حکیم کے کشمیری ترجمے کے پروف کی تصحیح نہ ہو سکی۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی توجہ اس طرف مبذول کی تو صدر صاحب نے وزارت مذہبی امور کو حکم دیا کہ اس ترجمے کی اشاعت کا بندوبست کیا جائے۔"

قرآن حکیم کا دوسرا کشمیری ترجمہ حضرت مولانا محمد یحییٰ شاہ نے کیا جن کا ۱۹۸۰ء میں انتقال ہوا۔ آپ کا تعلق کشمیر کے ممتاز دینی و مذہبی خانوادہ میر واعظ سے تھا۔ وہ یہ کام پورا نہ کر سکے اور یہ کام ادھورا رہ گیا۔

مولانا محمد یحییٰ شاہ کے بعد کئی علمائے دین نے اس کام کی طرف توجہ دی مگر ۱۹۴۷ء کے انقلاب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے باعث وہ اپنا کام مکمل نہ کر سکے۔ اس کے بعد جن بزرگوں نے اس طرف توجہ دی ان میں ایک بزرگ اورینٹل کالج لاہور کے سابق استاد مولانا سید میرک شاہ اندرابی مرحوم تھے۔ انھوں نے اپنی وفات سے قبل اس کے پچیس پاروں کا ترجمہ اور تفسیر مکمل کر لی تھی اور یہ مسودہ ان کے فرزند سید عبدالرشید اندرابی (ماڈل ٹاؤن لاہور) کے پاس موجود تھا۔ چند برس گزرے کہ سید میرک شاہ مرحوم کے بڑے فرزند سری نگر سے پاکستان تشریف لائے تو وہ قرآن حکیم کے اس کشمیری ترجمے کو اپنے ساتھ لے گئے جہاں پر انھوں نے اس کو مکمل کرنے کا عزم کیا۔ گزشتہ دنوں راقم کو سید عبدالرشید نے بتایا کہ ان کے بھائی صاحب نے ترجمہ مکمل کر لیا ہے اور ابھی تک یہ اطلاع نہیں ملی کہ آیا وہ ترجمہ زیورِ طبع سے آراستہ ہوا ہے یا نہیں؟

پاکستان میں کشمیری زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت جس دوسری شخصیت کو حاصل ہوئی وہ میر واعظ مولانا محمد یوسف شاہ مرحوم ہیں۔ مولانا یوسف شاہ مرحوم نہ صرف ایک ممتاز سیاست دان تھے بلکہ بہت بڑے عالم دین بھی تھے اور یہ شرف صرف انہی کو حاصل ہے کہ انھوں نے قرآن حکیم کا مکمل ترجمہ کر لیا، جسے اُن کے بھتیجے میر واعظ مولوی محمد فاروق نے سری نگر سے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے اور اب تک کئی پارے چھپ چکے ہیں۔ پہلے دس پارے "بیان القرآن المعروف بہ تعلیم القرآن" کے نام سے طبع ہوئے ہیں۔ اس ترجمے کی ایک نقل پاکستان میں میر واعظ مولانا محمد احمد پسر مولانا یوسف شاہ مرحوم کے پاس موجود ہے، جسے یہاں طبع کرایا جا سکتا ہے۔ بلکہ حضرت مولانا مقبول سبحانی صاحب مرحوم کا ترجمہ بھی مفتی سید ضیاء الحق بخاری کے پاس ہے۔ خود مولانا مفتی سید ضیاء الحق بخاری نے بھی قرآن حکیم کا ترجمہ کیا ہے جو کہ مروجہ کشمیری زبان میں ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں قرآن حکیم کا کشمیری زبان میں ترجمہ کرایا جائے۔ حکومتِ آزاد کشمیر نے کشمیری زبان کو نصابِ تعلیم میں شامل کر لیا ہے اور پنجاب یونیورسٹی میں بھی اورینٹل کالج میں شعبہ کشمیری زبان و ادب قائم کیا ہے جس کے نگران ممتاز کشمیری سکالر ڈاکٹر محمد یوسف بخاری ہیں جو کشمیری زبان میں کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو بھی اس طرف توجہ دینا چاہیے۔ بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ کشمیری زبان میں احادیثِ نبویؐ اور اسلامی کتب کے تراجم ہونے چاہئیں۔ یہ بہت بڑی دینی خدمت بھی ہوگی اور اس سے بھارتی ثقافتی یلغار کو مقبوضہ کشمیر میں روکا جا سکے گا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روحِ اسلام اردو ترجمہ سپرٹ آف اسلام

سید ہادی حسن

سید امیر علی کی اس شہرہ آفاق کتاب کا عربی، فارسی اور بعض دوسری اسلامی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے اسلام کے اساسی عقاید کی حقانیت اور اس کی عالم گیر تہذیب کی برتری کو عہدِ حاضر کے عقلی و فلسفیانہ معیار پر پرکھا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسلام نہ صرف اس دور میں جب کہ اس کا ظہور ہوا بلکہ آج بھی انسانیت کے لیے سب سے اعلیٰ اور برتر پیغام ہے۔

اصل کتاب انگریزی زبان کا ایک ادبی شاہ کار ہے۔ سید ہادی حسن صاحب نے کتاب کے اُردو ترجمے میں اس کی ادبی شان کو برقرار رکھنے کی پوری کوشش کی ہے۔

صفحات ۱۶ + ۷۲۴ قیمت ـــ ۴۵ روپے

اسلام کا نظریۂ حیات

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم

یہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کی شہرہ آفاق انگریزی تصنیف "اسلامک آئیڈیالوجی" کا ترجمہ ہے جس میں اسلام کے مذہبی، اخلاقی، سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی اصولوں کا دوسرے نظریات سے اور اسلامی نظریۂ حیات کا دوسرے نظام ہائے فکر سے مقابلہ کر کے ایک طرف تو مغربی دنیا کو دعوتِ فکر دی گئی ہے اور دوسری طرف خود مسلمانوں کو جمود و بے حسی کے طلسم کو توڑنے اور اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی گئی ہے۔

صفحات ۸ + ۳۹۶ قیمت ـــ ۲۰ روپے

ملنے کا پتا : ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور

انگریزی اور اردو زبان میں بہترین اسلامی کتب کی فہرست مفت طلب کریں

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور

© rasailojaraid.com